هُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیۡهِمۡ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ○

(سورۃ الجمعہ آیت 3)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے امیوں میں سے ایک رسول انہی میں سے مبعوث کیا جو اُن کو خدا تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔ اُن کے عقائد اخلاق اور اعمال کا تزکیہ کرتا ہے ان کو اس کتاب الشریعت کا علم اور اس کا فلسفہ سکھاتا ہے حالانکہ اس سے قبل وہ کھلی گمراہی میں تھے۔

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کی تعلیمات مقدسہ

قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی

صدر انجمن احمدیہ صوبہ سرحد مرکز پشاور

نام کتاب: میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے

مؤلف: حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ پشاوری
سابق پراونشل امیر صوبہ سرحد

سن اشاعت بار اوّل: فروری 1934ء

سن اشاعت بار دوم: اگست 2021ء

اہتمام اشاعت
زبیدہ ناہید بیگم ڈاکٹر بشیر احمد بنت حضرت قاضی محمد یوسف فاروقی احمدیؓ

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کی تعلیمات مقدسہ

یہ وہ تقریر ہے جو جناب قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی احمدی صدر انجمن احمدیہ صوبہ سرحد مرکز پشاور نے حسب ایمائے منتظمان جلسہ میلاد النبی بمقام ایڈورڈ ز مشن کالج ہال پشاور میں بروز دوشنبہ بتاریخ 13 ربیع الاول 1353 ہجری مطابق 25 جون 1934ء ایک بڑے مجمع میں سنائی اور یہی تقریر مکرر با تفصیل مجلس سیرۃ النبی منعقدہ مسجد احمدیہ پشاور میں شام کو دوبارہ سنائی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اُن کی تعلیمات

مقدسہ

نَشۡهَدُ أَنۡ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَأَشۡهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ۔ أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۙ○

(سورۃ الجمعہ آیت 3)

قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں یا مکہ کے رہنے والوں میں ایک عظیم الشان رسول ان میں سے مبعوث کیا۔ یہ رسول لوگوں پر آیات الٰہی تلاوت فرماتا ہے ان کے عقائد، اخلاق اور اعمال کا تزکیہ کرتا ہے ان کو اس کتاب الشریعت قرآن کریم کے علوم اور اس کا فلسفہ اور حکمت سکھاتا ہے۔ حالانکہ اس زمانہ سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

1۔مختصر سوانح حیات

ہمارا ممدوح سیدنا حضرت محمد ﷺ ہے۔آج کا دن اس کے تولید کا دن ہے۔ ہمارے ذمہ اس کی مقدس تعلیمات پر کچھ کہنا ہے۔ ہمارا آقا اور سردار حضرت محمد ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گذرنے کے قریباً 570 برس بعد مکہ معظمّہ میں خاندان قریش میں حضرت عبداللہ کے گھر حضرت آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔اور چالیس سال تک ایک پاک اور بے عیب زندگی بسر کی۔اور 610ء کے قریب آپ پر نزول وحی النبوۃ کا آغاز ہوا۔اور 13 سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نرمی اور اخلاق اور صبر و استقامت سے دعوت وتبلیغ کی اور ہزاروں قسم کے مصائب اور تکالیف جانی اور مالی اپنی جان پر اور اپنے پیروؤں کی جان پر برداشت کر کے آخر کار 622ء میں ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ جا کر دم لیا۔اور وہاں جا کر یہود و نصاری اور مشرکین سے پالا پڑا۔اور قریش مکہ کی ریشہ دوانیاں حضور کو ایذا پہونچانے کی مدینہ منورہ تک جا پہنچیں۔اور وہ دس سال کامل مدینہ منورہ میں دشمنوں کے حملوں اور جنگوں کا دفاع کرتا ہوا۔خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب و بامراد ہو کر اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے محبوب حقیقی سے جاملا اور مدینہ منورہ میں دفن ہوا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے وفات سے قبل ایک لاکھ سے زائد بہادر، جری، متقی اور پرہیزگار جماعت اپنے جاں نثاروں کی چھوڑی۔جو اصحاب الرسول کہلائے۔

2۔ظہور محمد ﷺ کا زمانہ فترۃ الرسل کا زمانہ تھا۔

جس زمانہ میں آپ کا تولد اور ظہور ہوا۔اس وقت سطح زمین پر ہر طرف خدا کے نور کی

روشنی بند تھی۔اور تمام اقوام عالم تاریکی میں مبتلا اور ہدایت سے دور تھیں۔اور آپ کی بعثت سے قبل چاروں طرف فترۃ الرسل کا زمانہ تھا۔چین سے حضرت کانفیوشس کی اصلی تعلیمات مفقود ہو چکی تھیں۔اور اہل چین کے ہاتھوں میں چند روایات باقی تھیں۔آریہ ورت میں لاکھوں شرتیوں کا مجموعہ چار وید مقدس صرف چند ہزار کلمات تک رہ گئے تھے۔ وہ بھی برہمنوں اور خود غرض لوگوں کے دستِ تصرف سے خالی نہ تھے۔حضرت بدھ کی تعلیمات کا وجود ندارد تھا۔اور اُس کی وفات کے تین سو سال بعد چندر گپت نے ایک مجلس قائم کر کے زبانی کہانیوں اور کلمات کو تری پٹک یا تین پٹاریوں میں جمع کیا۔اور حضرت رام چندر کے کوئی کلمات عالم ہست میں نہ تھے۔اور حضرت کرشن کی بھاگوت گیتا بھی کمی و بیشی ورد و بدل سے خالی نہ تھی۔ایران میں حضرت زردشت کی الہامی کتاب گاتھا کا بیشتر حصہ گم ہو چکا تھا۔اور اس وقت قریباً تیسرا حصہ باقی ہے۔اور خود آپ کے پیرو مانتے ہیں کہ وہ بھی خالص نہیں۔ارض مقدس کنعان میں حضرت موسیٰ کی توریت شریف بختِ نصر کے حملہ کے بعد نایاب ہو چکی تھی۔اور جو کچھ آج توریت سے ہمارے سامنے موجود ہے وہ کسی نامعلوم شخص کی قوت حافظ اور یادداشت کی مرہونِ منت ہے اور باقی صحف انبیاء اور اناجیل اربعہ کا تو کیا کہنا ہے وہ بھی نامعلوم اشخاص کی خود نوشت ڈائریاں ہیں۔نہ تو اُن کی عبارت الہامی ہے نہ واقعات تاریخی لحاظ سے صحت تک پہنچ سکتے ہیں۔گویا عیسائی بھی حضرت عیسیٰ کی اصلی وحی اور تعلیمات سے کورے رہ گئے۔

3۔عرب کی حالت ضلال مبین تھی

سرزمین عرب میں صحف ابراہیم عدم آباد کو منتقل ہو چکے تھے۔اور صرف زبانی روایات اور عملی پابندیاں رہ گئی تھیں۔وہ بھی آمیزش سے خالی نہ تھیں۔الغرض دنیا میں کوئی

قوم یا ملک نہ تھا۔جن میں ان کے بانیانِ مذاہب کے سوانح حیات یا ان کی مقدس تعلیمات دخلِ انسانی سے پاک اور محفوظ موجود ہوں۔مشرکین عرب کوئی دہریہ تھے۔کوئی دو خداؤں کے قائل تھے کوئی تین کے دلدادہ تھے۔کوئی تین سے زیادی لاتعداد معبودوں کے پرستار تھے۔حضرت ابراہیم جیسے موحد انسانی کے بنا کردہ کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بُت موجود تھے۔اور ہر ایک دن ایک نئے بت کی عبادت کے لئے مقرر تھا۔توحید کا دنیا سے نام ونشان مٹ چکا تھا۔اور خدا کی معرفت اور شناخت کے ذرائع معدوم ومفقود تھے۔خلقِ خدا تعالیٰ پر چاروں طرف جہالت اور بے دینی اور بد عملی کی کامل گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اور فسق و فجور کا وہ دور دورہ تھا جس کی کوئی حد وانتہا نہ تھی۔شراب خوری،جوٗا بازی،زنا کاری کا عام رواج تھا۔ظلم و تعدّی خونریزی کا بازار گرم تھا۔عالم جاہلوں سے بڑھ کر تھے اور جاہل حیوانات سے بدتر۔ماں بہن حرام حلال کی تمیز نہ تھی۔ایک ایک گھر میں سینکڑوں کی تعداد میں عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح جمع تھیں۔اور نہایت مظلومانہ زندگیاں بسر کر رہی تھیں۔غلامی کا دور دورہ تھا اور غلاموں پر وہ ظلم اور تشدّد ہوتا تھا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی اگر کسی ایک قوم کا دوسری سے جنگ شروع ہو جاتا تو بوڑھے، بچے،مرد اور عورتیں، راہب اور بیمار،معذور سب بلاتمیز تہ تیغ کئے جاتے تھے۔املاک اور جائیدادیں اور ثمر دار درخت اور باغات سب تباہ کر دئے جاتے۔ایسے ظلمت اور ضلالت کے زمانہ میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور پرنور ہوا۔

4۔انبیائے سابقین مختص القوم اور مختص الملک تھے

آپ کے زمانہ سے قبل ہر ملک اور ہر قوم میں جُدا جدا نبی اور رسول ہوتا۔اور ہر قوم اپنے ملک اور کنبہ تک خدا کے نور اور فیض کو محدود یقین کرتی۔اور دوسری اقوام اور ممالک خدا کے نور سے بے نصیب اور محروم اور ملعون جانتی اور اور اُن سے نفرت کرتی اور ہر ملک

دوسرے ملک کے علوم وفنون اور رسم و رواج اور عقائد اور اخلاق سے متنفر اور بیگانہ اور بے خبر رہتا۔ حضرت موسیٰ کے پیرو غیر یہودی کو یہودیّت میں داخل نہ کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے غیر اقوام اور مسوا یہود کو صاف کہا کہ میں بچوں کی روٹی کتوں کو دینے کے واسطے تیار نہیں۔ میری آمد تو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا ہے۔ حضرت زردشت کے پیرو دوسری اقوام کو اپنے مذہب میں داخل نہ کرتے تھے اور ہندوستان کے آریہ دوسرے مذاہب اور اقوام کو اپنے مذہب کی دعوت نہ دیتے تھے۔ بلکہ اگر کوئی شودر وید کی آیات سن پاتا تو برہمن اُن کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالتے تھے۔

5 سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالمگیر دعوت

آپ نے آکر ایک عالمگیر دعوت کا اعلان کیا۔ اور خُدا کی وحی سے بلند آواز سے کہا قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورہ اعراف آیت 159) کہو اے دنیا کے تمام لوگو تم سب کے واسطے خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ پھر فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (سورۃ سبا آیت 29) یعنی ہم نے تم کو اے محمد تمام لوگوں کے واسطے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ پھر فرمایا وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○ (سورۃ الانبیاء آیت 108) یعنی ہم نے تم کو تمام اقوام کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ پھر فرمایا۔ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ○ (سورۃ الرعد آیت 8)۔ تو ہر ایک قوم کے لئے ہادی اور رہبر بن کر آیا ہے۔

6۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالمگیر شریعت

جس طرح آپ کا دعویٰ عالمگیر رسالت کا تھا۔ اس طرح سے جو کتاب الشریعت آپ

نے دنیا کے سامنے کی پیش کی۔ اس کے بارہ میں خدائی اعلان یہ تھا اِنۡ ھُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ○ (سورۃ یوسف آیت 105) اور فرمایا مَا ھُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ القلم آیت 53) یعنی یہ قرآن مجید جمیع اقوام عالم کے لئے ایک ذکر یعنی نصیحت اور یادداشت ہے۔ یہ کسی خاص قوم یا ملک کے لئے محدود نہیں۔ جہاں اور جس ملک میں نسلِ انسان آباد ہے وہ اس کے مخاطب ہیں۔

7۔قرآن مجید مجموعہ تعلیمات انبیاء ہے

قرآن کریم کیا ہے وہ جمیع انبیاء عالم کی مقدس تعلیمات کا مجموعہ اور گلدستہ ہے۔ وہ تعلیمات مقدسہ جو کتب الہامیہ میں متفرق اوقات میں اقوام مختلفہ کو عطا کی گئیں۔ یہ کتاب اللہ ان سب کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جیسا کہ خود قرآن مجید کا دعویٰ ہے وَاِنَّہٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ (سورۃ شعراء آیت 197) اور اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی○صُحُفِ اِبۡرٰھِیۡمَ وَمُوۡسٰی○ (سورۃ الاعلیٰ آیت 19-20) پھر فرمایا رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَھَّرَۃً○فِیۡھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ○ (سورۃ البینہ آیت 3-4) پھر فرمایا وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ○ (سورۃ الانعام آیت 60) ان سب آیات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن کی تعلیمات نئی نہیں ہیں بلکہ یہ پہلی کتابوں میں موجود ہیں۔ خواہ وہ کتابیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہوں یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔ اور خدا کا رسول وہ صحائف جو پاکیزہ کئے ہوئے ہیں تلاوت کرتا ہے۔ اور اس میں وہ تمام دائمی صداقتیں ہیں۔ اور ضروریات دین کے لحاظ سے ہم نے کوئی خشک و تر یعنی دینی اور دنیاوی ہدایت نہیں چھوڑی جو اس کتاب میں نہ ہو۔ اور حضرت سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھلا اعلان کیا کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ اور نہ کوئی نئی بات

لے کر آیا ہوں بلکہ میری تعلیمات انبیاء سابقین کی تعلیمات کا گلدستہ اور ان کی تجدید ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ(سورۃ الاحقاف آیت 10) بالفاظ دیگر قرآن مجید کے اندر ہر چہار وید، حضرت بدھ، حضرت کرشن، حضرت زردشت ،حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت کانفیوشس اور دوسرے بانیان مذاہب کی تعلیمات کا خلاصہ اور پاک شدہ منتخب حصہ ہے۔ گویا قرآن کریم ایک آریہ کے لئے وید اور یہودی کے لئے تورات اور عیسائی کے لئے انجیل ہے۔ اور پارسی کے لئے مقدس گاتھا اور بدھسٹ کے لئے تین پٹاریاں ہے۔ کرشن پنتھیوں کے واسطے گیتا اور اہلِ چین کے واسطے کانفیوشس کی تعلیمات کا ترجمہ ہے۔

8۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستجمع جمیع کمالات انبیاء تھے

جس طرح سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات مقدسہ جمیع انبیاء کی تعلیمات مقدسہ کا مجموعہ اور گلدستہ تھیں۔ اسی طرح آپ کی ذات والا صفات جمیع انبیاء کے کمالات اور صفات حسنہ کا مجموعہ تھی۔ آپ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح موحد تھے۔ اور شرک اور بت پرستی کے دشمن بلکہ بت شکن تھے۔ آپ حضرت موسیٰ کی طرح شارح اور قوم کے نجات دہندہ تھے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت بُدھ کی طرح اعلیٰ اخلاق اور رفق سے مکہ میں تیرہ سال بسر کئے۔ اور امن اور صلح کے شہزادے تھے۔ آپ نے حالت مجبوری و معذوری، ظالم دشمن کا مقابلہ اور دفاع کیا۔ حضرت کرشن کی طرح تلوار سے کیا۔ آپ نے حضرت داؤد اور سلیمان کی طرح عادلانہ حکومت اور سلطنت کی۔ آپ نے حضرت زردشت اور کنفیوشس کی طرح علم و صداقت اور دانائی اور حکمت کی باتوں کی تعلیم

دی۔آپ نے ایک کامیاب جرنیل کی طرح تھوڑی سی فوج ظفر موج کو لے کر اور معمولی ہتھیاروں کے ساتھ زبردست اور کثیر التعداد دشمنوں کے ساتھ لڑائیاں کیں۔اور ہر میدان میں فاتح رہے۔فاتح ہو کر مغلوب اور ظالم اور دشمنوں کے ساتھ عفو اور درگذر سے کام لیا۔آپ نے میدانِ حرب کے لئے قوانین جنگ ایجاد کئے۔مذاہب کے پیشواؤں۔راہبوں، بوڑھوں، بچوں ،عورتوں اور بیماروں اور معذوروں کو قتل کرنے سے بچایا۔اور املاک اور ثمر دار درختوں اور باغات کو تباہ کرنے سے روکا۔آپ نے اپنے اخلاق حسنہ اور تعلیمات مقدسہ کے ذریعہ دنیا کا نقشہ بدل دیا۔خدائے تعالیٰ نے آپ کو یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ (سورۃ المومنون آیت 52) سے مخاطب ہو کر آپ کے مستجمع جمیع صفات حسنہ انبیاءقرار دیا۔

9۔اخلاق حسنہ کا بہترین مجسمہ

آپ نے مجردانہ اور راہبانہ زندگی کی مذمت کی اور **لا رھبانیہ فی الاسلام** کا حکم دیا۔یعنی اسلام مجردانہ اور راہبانہ زندگی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔بلکہ متاہلانہ زندگی کو لازمہ انسانیت جانتا ہے۔اور خود شادیاں کیں۔اور باپ بن کر اولاد سے مشفقانہ سلوک کا نمونہ قائم کیا۔شوہر بن کر ازواج مطہرات سے عادلانہ حسن معاشرت کا اسوہ پیش کیا۔استاد بن کر وحشی صفت شاگردوں کو انسان بنایا۔اور امیوں کو عالم بنا دیا۔اور معرفت سے کورے لوگوں کو عارف باللہ اور باخدا بنا دیا۔شُتر بانوں کو دنیا کا حکمران بنا دیا۔اور واعظ باعمل ہو کر اپنے سامعین میں نمایاں تبدیلی پیدا کر دی۔دوستوں کا پُورا دوست تھا۔اور دشمنوں کے ساتھ رحمانہ سلوک روا رکھا۔اور خدائے تعالیٰ سے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۃ القلم آیت 5) یعنی بہترین اخلاق کا مالک ہونے کی سند حاصل کی۔جہاں

سختی کو موجب اصلاح خیال کیا جاتا ہے۔ **جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا** (سورۃ الشوریٰ 42) پر عمل کیا۔ اور جہاں عفو اور درگذر کو موجب اصلاح یقین کیا۔ وہاں۔ **فاعفوا و اصفحوا** کی حکیمانہ تعلیم دی۔ یعنی عفو اور درگذر سے کام لو۔ الغرض موقعہ اور محل شناس ہونے کا سبق دیا۔ آپ نے قبل از نبوّۃ اور پاکیزہ اور بے داغ زندگی بسر کی۔ کہ آپ نے اہل مکہ کو چیلنج کیا کہ **فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○** (سورۃ یونس آیت 17) یعنی میں تم میں سے دعویٰ نبوت سے قبل چالیس سال کی عمر بسر کر چکا ہوں۔ تم میں سے کون ہے جو میری اس پاک اور بے داغ زندگی پر نکتہ چینی کر سکے۔ کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اس چیلنج کے قبول کرنے پر تیار نہ ہوا۔

10۔ درس توحید اور شرک سے بیزاری

آپ کے زمانہ میں کوئی دہریہ تھا۔ کوئی دو خداؤں کا قائل۔ کوئی تین خداؤں کا۔ کوئی لاتعداد معبودوں کا معتقد۔ کوئی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتا تھا۔ اور کوئی خدا کے بیٹوں کا دلدادہ تھا۔ آریہ ورت والے اور یونان والے دیویاں اور دیوتے پوج رہے تھے۔ خدائے واحد کی تعلیم یہود اور نصاریٰ سے بھی گم ہوگئی تھی۔ بیت اللہ پر تین سو ساٹھ بتوں کا قبضہ تھا۔ آپ نے آ کر دنیا میں حضرت باری تعالیٰ کی ذات کا از سر نو تعارف کرایا۔ مختصر مگر جامع الفاظ میں فرمایا۔ **هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ○اَللّٰهُ الصَّمَدُ○لَمْ یَلِدْ ۙ وَلَمْ یُوْلَدْ○ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ○** (سورۃ الاخلاص) یعنی اللہ ایک ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے اور نہ اس سے کوئی جنا۔ اس کا کوئی رشتہ دار اور ہمسر نہیں۔

پھر فرمایا **لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا** (سورۃ بنی اسرائیل آیت 112) یعنی ہمارے خدا

نے نہ تو کوئی متبنی پکڑا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اور نہ بسبب کمزوری کے اس کا کوئی مددگار ہے۔ تم لوگ بھی بزرگی اس کے واسطے بیان کرو۔ آپ نے شرک کو ظلمِ عظیم قرار دیا۔ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (سورة لقمان آیت 14) پھر فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (سورة النساء 49) یعنی اللہ شرک کے جرم کے مرتکب کو بغیر سزا دیئے نہ چھوڑے گا۔ اور دوسرے گناہوں کی معافی جس کے حق میں مناسب خیال کرے گا معاف کر دے گا۔ پھر فرمایا اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ (سورة المائدہ آیت 73) یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہرائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی۔ اور ہر روز پانچوں وقت مسجد کے میناروں سے اسی خالص توحید کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ کہ ہمارا کوئی معبود، مقصود، محبوب، مطلوب، سوائے اللہ کے نہیں اگر ہے تو اللہ ہی ہے۔ اپنی ذات والا صفات کے حق میں صرف اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کا زریں فقرہ تعلیم دے گئے۔ یعنی میرے پیروؤں پر لازمی ہے کہ وہ ہر نماز میں اقرار کریں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارا محمد ﷺ خدا کا بندہ اور فرستادہ خدا یعنی خدا اور الٰہ نہ تھا۔ آپ نے یہود و نصاریٰ کو قبور انبیاء پر سجدہ کرتے دیکھ کر فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَّسَاجِدَ یعنی جب یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا تو خدا تعالیٰ نے ان کو مردود و ملعون کر دیا۔ پس اے میری امت میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ لا تجعلوہ قبری صنم یعنی میری قبر کو بت یا سجدہ گاہ مت بنائیو۔

11۔جمع اقوام عالم میں انبیاء کی ہستی کوتسلیم کرنا۔

دنیا کے جمیع بانیان مذاہب کے مقابلہ میں صرف ایک ہی وہ مبارک وجود ہے جس نے بغیر تعصب اور تنگدلی کے جمیع اقوام عالم اور ممالک میں خدا کے نبیوں اور پیغامبروں کی بعث اور وجود کوتسلیم کیا۔اور بدیں الفاظ اقرار کیا کہ **وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی كُلِّ اُمَّةٍ**(سورۃ نحل آیت 37) یعنی ہم نے ہر امت میں ایک رسول مبعوث کیا۔**اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ** (سورۃ فاطر آیت 25) یعنی دنیا میں کوئی گروہ نہیں جن میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا نذیر نہ گذرا ہو۔**لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا** (سورۃ المائدہ آیت 49) یعنی ہم نے ہر ایک قوم کوشریعت اور منہاج دیا اور اس طرح بعض پیغمبروں کے نام لے کر اور بعض کو اصولاً ہر قوم میں تسلیم کر کے صاف کہا کہ **وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** (سورۃ النساء 165) یعنی بعض رسولوں کا ہم نے نام لے کرتم سے ذکر کیا ہے اور بعض کا نام نہیں لیا۔یہی وجہ ہے کہ ایک حقیقی مسلمان جس طرح حضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کوخدا کا رسول اور نبی یقین کرتا ہے۔اسی طرح حضرت زردشتؑ، حضرت کرشنؑ اور حضرت رام چندرؑ و بدھ وکانفیوشس کوخدا کا برگزیدہ اور پیغامبر یقین کرتا ہے۔

12۔جمیع انبیاء کی وحی پر ایمان لانے کا اقرار لیا۔

آپ نے نہ صرف عرب سے باہر ممالک میں انبیاء کے وجود کوتسلیم کیا بلکہ اپنے معتقدوں سے یہ اقرار بھی لیا کہ **قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰى**

اِبْرٰهِمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ○ (سورۃ البقرہ 137) یعنی تم لوگ کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس وحی پر جو ہماری طرف سے نازل ہوئی۔ اور اُس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام پر اور اس کی اولاد پر نازل ہوئی۔ اور اس کلام پر ایمان لاتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ اور اس وحی پر ایمان لاتے ہیں جو کسی ملک یا قوم کے نبیوں کو دی گئی۔ خواہ وہ نبی ہندوستان میں ہوئے ہی یا ایران میں یا چین میں یا عراق عرب میں مصر میں شام میں کسی دوسرے ملک میں ہم خدا کے رسولوں پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ کہ فلاں کو ہم مانتے ہیں اور فلاں کو نہیں مانتے۔ یا ان کی آسمانی تعلیمات کو خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں اگر کوئی شکایت ہوسکتی ہے تو ہم کو کہ یہ لوگ ہمارے سردار محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود ایسی تعلیمات مقدسہ کے خدا کا فرستادہ اور صادق نہیں مانتے۔ اور اس کی توہین اور اہانت کرنے سے باز نہیں آتے۔

13۔ تحفظ ناموس انبیاء کی تعلیم

جمیع مذاہب میں دوسرے مذاہب کی توہین اور تحقیر کوئی جرم قرار نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اُن کے پیرورات دن ایک دوسرے کے بانیان مذاہب کو برا بھلا کہتے چلے آئے ہیں۔ اور کہتے ہیں آپ نے آکر اس خطرناک طرز عمل کا سدّ باب کیا۔ اور انبیاء علیھم السلام کے ناموس کا تحفظ کیا۔ اور دوسرے مذاہب کے قابل ترین ہستیوں کی عزت اور توقیر کی تعلیم

دی۔ اور بڑے زور شور سے حکم دیا لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ (سورۃ الانعام آیت 108) یعنی دیکھو ہوشیار ہو جاوَ کہ دوسرے مذاہب کے پیرو جن لوگوں کو خدا کے سوا قابل قدر اور لائق عزت جانتے ہیں۔ تم ہرگز ہرگز ان کی تحقیر اور تذلیل نہ کرنا۔ ورنہ یہ دیدہ دہنی وہ خطرناک راہ کھول دے گی۔ کہ لوگ عداوت کی وجہ سے جوش میں آ کر یعنی بے علمی سے تمہارے اللہ کی توہین اور تذلیل کرنے لگ جاویں گے۔ جو ندا آج سے ساڑھے تیرا سو سال قبل سرزمین مکہ معظّمہ سے اس امّی رسول نے (فداہ امی وابی) بلند کی تھی۔ آج اس زمانہ میں مہذب قوموں کو اور گورنمنٹ برطانیہ کو بھی اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور گورنمنٹ کو مجبور ہو کر اس کی تقلید کرتے ہوئے ہندوستان میں ایک قانون نافذ کرنا پڑا کہ تمام بانیان مذاہب میں سے کسی کی تحقیر اور تذلیل اور نندا کرنا جرم ہے۔ مگر رعایا انگریزی کا ایک فرد تو قانون اور جیل کے ڈر سے شاید اس حرکت نازیبا سے باز رہے۔ مگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی الہامی کتاب کی تعلیم کے ماتحت ایسا کرنے سے روکے گئے ہیں۔

14۔ وحدت کا درس اور تفرقہ اور افتراق کی ممانعت

آپ نے اپنے پیروؤں کو جماعت بن کر رہنے کی تعلیم دی۔ اور وحدت کا سبق دیا۔ اور تفرقہ اور افتراق سے روکا اور واضح الفاظ میں ان کو حکم دیا گیا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۪ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (سورۃ آل عمران آیت 104)

یعنی خدا کی اس رسی کو سب مل کر مضبوطی سے پکڑ و اور اتحاد اور وحدت کی قدر کرو۔ تفرقہ اور افتراق کومت اختیار کرو۔ خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ جب تم آپس میں ایک دوسرے کے مخالف اور باہم دشمن تھے۔ تمہارے دلوں کو اس نے ملا دیا۔ باہم الفت پیدا کر دی۔ پس تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تھے تم آگ کے گڑھے (جنگ وعداوت) کے کنارے پر تھے۔ پس اس ذات نے تم کو آگ سے نجات دی۔ اس طرح وہ تم کو کھول کھول کر اپنے احکام سنا تا ہے تا کہ تم لوگ ہدایت پاؤ۔

15۔ شخصی عزتوں کا مدار ان لوگوں کے ذاتی کمالات پر لکھا۔

آپ کے ظہور کے وقت ہندوستان میں ذات پات کا سوال زور شور پر تھا۔ براہمن اور شودر کا قضیہ در پیش تھا۔ نبی اسرائیل اپنے آپ کو نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ط (سورۃ المائدہ آیت 19) کے مدعی سمجھتے تھے ایران اپنی برتری میں دوسرے ہمسایوں سے کم نہ تھا۔

اہل عرب اپنے آپ کو عرب یعنی فصیح اور بلیغ اور باقی دنیا کو عجم یا گونگے کہتے تھے۔ اور نسب پر فخر کرنا ان کا کمال تھا۔ حضور علیہ السلام نے اصلاح عالم کا بیڑا اٹھاتے ہی اعلان فرما دیا

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط

(سورۃ الحجرات آیت 14)

یعنی اے دنیا کے لوگو تمہاری پیدائش مرد اور عورت سے ہوئی ہے جس میں براہمن اور شودر یکساں ہیں۔ اگر کوئی براہمن یا شودر ہے چھتری یا ویش بنا ہے تو محض بغرض شناخت و

تعارف ہے ورنہ شخصی عزتیں تو ان لوگوں کی محض ذاتی کمالات اور اوصافِ حمیدہ وتقوی اللہ پر منحصر ہیں۔ ذات پات یا رنگ یا کسب یا ملک یا قوم یا فرد کو دوسری قوم یا فرد پر فوقیت یا فضیلت کا معیار نہیں ہوسکتا۔

میرا متبع جو زبان سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرے۔ اور عملاً میری تعلیمات کا پابند ہو جائے۔ تو اسی وقت سے اس کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حقوق اخوت و مساوات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اسلامی سوسائٹی کا ایک فرد ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے رشتہ و ناطہ میں ہماری تعلیم کی رو سے اس کے ساتھ کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور ہماری مساجد میں بادشاہ و رعیت، امیر و غریب، سیاہ و سفید، براہمن و شودر دوش بدوش کھڑے ہو کر ایک صف میں ایک امام کے اتباع اور اقتدا میں بارہ گاہ الٰہی میں سر جھکا سکتے ہیں۔ سب مل کر کھا سکتے ہیں۔ آقا و غلام میں کوئی تمیز نہ ہوگی۔ امام کی امامت کے لئے صرف تقویٰ اور علم قرآن شرط ہے۔ اور بس۔ ہمارے مذہب میں کوئی الگ مندر یا ایک گرجا جدا جدا حیثیت کے لوگوں کے واسطے نہ ہوں گے اور نہ ہیں۔

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینب رضی اللہ عنھا (جو غیور خاندان قریش سے تھی اور وہ مکہ معظّمہ کے برہمن تھے) کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن ثابت سے کر دیا۔ اور زیدؓ کے فرزند حضرت اسامہؓ کو اپنے صحابہ کرام کے لشکر کا جرنیل کا مقرر کر کے ہرقل قیصر روم کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اور ابو ہریرہؓ، بلالؓ صہیبؓ، جیسے غلاموں کے ساتھ آزادانہ مجلس کرتے اور کھاتے اور پیتے۔ الغرض غلاموں نے اسلام میں حکومت کی۔ ہندوستان میں خاندان غلاماں حکمران رہا۔ سُلطان التمش اور سلطان سبکتگین خود غلام تھے۔

16۔جمہوریت کی حکومت کی تعلیم دینا

آپ نے اپنی امت کے اندر جمہوریت کی حکومت کی صورت کا رواج دیا۔ایک مرکز ایک امام واجب الاطاعت کی اتباع کی تعلیم دی۔ ہماری مساجد بطور مرکز اور ہمارا امام الصلوٰۃ بطور واجب الاطاعت اس پر گواہ ہے۔امام کا انتخاب قوم پر چھوڑا۔اور قوم کو حکم دیا کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ (سورۃ النساء آیت 59) حکومت کا بار اس امانت اس کی اہلیت رکھنے والوں کے سپرد کرو۔اور محض حاکم کا فرزند بالوصیت نہ ہو۔ یہ درست نہیں۔آنحضرت ﷺ نے خود اپنا جانشین کوئی مقرر نہ کیا۔اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول کا انتخاب قوم کی رائے سے ہوا۔اور قوم کو امیر کے انتخاب کی تعلیم دی اور ان کے ساتھ مجلس مشاورت اور شوریٰ کا قیام ضروری گردانا۔ اور حکم دیا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ۚ (سورۃ آل عمران آیت 160) اہل شوریٰ کے ساتھ ہر اہم امر میں شوریٰ ضرور قرار دیا۔ اور نیز فرمایا وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ (سورۃ الشوریٰ آیت 38) کے مومنوں کے کام شوریٰ سے ہوں گے۔

اطاعت کی تعلیم اس طرح دی کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (سورۃ النساء آیت 60) خدا کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم پر امیر مقرر ہوں۔پھر نہایت کھلے لفظوں میں فرمایا من اطاع امیری فقد اطاعنی۔ ومن عصیٰ امیری فقد عصانی جو شخص تمہارے پر امیر مقرر ہو وہ میرا امیر خیال کیا جاوے گا۔اور اس کی اطاعت میری اطاعت اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی سمجھی جاوے گی۔ بلکہ ہر کنبہ کے بڑے کو حکم دیا کہ کلکلم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے کنبہ و

خاندان پر حکمران ہے۔ اور اس سے اپنے حصہ کے رعیت کی اصلاح حال و بہبودی کی پرسش ہوگی۔

17۔ مذہبی آزادی کا درس اور دعوت وتبلیغ بالرضا کی تعلیم

ایک طرف آپ نے مذہب کے معاملہ میں جبر و اکراہ کو نفرت سے دیکھا۔ اور لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۃ البقرہ آیت 257) فرما کر مذہبی آزادی کی بنیاد رکھی۔ ہر اہل مذہب کو لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○ (سورۃ الکافرون آیت 7) کی اجازت عام دے کر کہا کہ ہر شخص اپنے عقائد اور طریق عبادت کے قائم رکھنے پر مختار ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں کو حکم دیا کہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۃ آل عمران آیت 105) یعنی اسلام ایک دعوت وتبلیغ والا مذہب ہے۔ پس تم لوگ اپنے اندر ایک جماعت پیدا کرو جو لوگوں کو خیر و خوبی کی دعوت دے۔ معروف باتوں کی تعلیم دے۔ اور منکر باتوں سے روکے۔ مگر دعوت و تبلیغ کا ڈھنگ یہ ہو اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط (سورۃ النحل 126)

یعنی لوگوں کو دعوت تبلیغ کرتے وقت آغاز کلام عقلمندانہ اور حکیمانہ باتوں سے ہو۔ جب لوگ مخاطب اور متوجہ ہو جائیں تو ان کو ان کے موانست کے بارہ میں بہترین پرایۂ میں وعظ ونصیحت کرو اور اگر ان کی طرف سے سوالات پیدا ہوں تو ان کے جوابات نہایت نرمی اور خلق سے دو۔

تبلیغ اسلام جس قدر زمانہ گذشتہ میں ہوئی۔ یا آج یورپ اور امریکہ میں کی جا رہی ہے کہ وہ صرف اعلیٰ اخلاق بہترین نمونہ اور حکیمانہ دلائل اور عقلمندانہ تعلیمات کے ذریعہ سے

ہوئی ہے نہ تو اسلام نے کبھی تلوار کو اشاعت کا ذریعہ گردانہ اور نہ تلوار کے ذریعہ سے قلوب فتح ہوسکتے ہیں **الاسلام تحت السیوف** کہ یہ معنی نہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ یہ معنی دشمنان اسلام نے قصداً غلط کئے ہیں بلکہ اس کے معنی ہیں اسلام کو قبول کرنا گردن کو تلوار کے نیچے دینا ہے۔ گویا مخالفانِ اسلام مسلمانوں کی گردن تلوار سے اڑاتے ہیں یا اپنی جان کو اسلام پر فدا کرنا پڑتا ہے۔ اور ڈاکٹر سر اقبال نے اس کو اس طرح ادا کیا

تیغوں کے سایۂ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں

مخالفانِ اسلام نے جہاد پر نکتہ چینی کی ہے۔ حالانکہ اسلامی جہاد نہایت متبرک چیز ہے۔ پہلا جہاد بالعلم والقلم ہے اور دوسرا جہاد بالسیف والعلم ہے اور اس کی اجازت صرف دفاع کی صورت میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ط** (سورۃ البقرہ 191) یعنی تلوار ان کے مقابلہ میں اٹھاؤ جو تم پر تلوار سے حملہ آور ہوں۔ جان بچانا تم پر فرض ہے۔ البتہ اگر دشمن رخ پھیر دے تو اس پر زیادتی مت کرو اور ایسا نہ ہو کہ مظلوم کی بجائے ظالم بن جاؤ۔ جنگ کی اجازت صرف حملہ آور سے دی۔ بوڑھوں، بیماروں، عورتوں، بچوں، مذہبی پیشواؤں، راہبوں کو مقابلہ سے مستثنیٰ رکھا اور ان سے تعارض کرنا منع کیا۔ عبادت خانوں اور ثمر دار درختوں کے باغات اور املاک کو تباہ کرنے سے روکا بلکہ مسلم کی تاریخ میں فرمایا **المسلم من سلم المسلمون من لسانه و یده** یعنی وہ مسلمان وہی شخص ہوگا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان مامون و مصئون ہوں۔ وہ جو بچھوؤں کی طرح دوست دشمن پر بے وجہ ڈنک چلائے وہ کہاں کا مسلمان ہے۔

الغرض اسلام صلح کا پیغام ہے اور مسلمان صلح کا شہزادہ۔ معترضین اسلام کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مذاہب سے جزیہ وصول کیا۔ حالانکہ اگر وہ ذرا غور اور تحقیق سے

کام لیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ جزیہ کی رقم زمانہ حال کے حساب سے تین چار روپیہ کے قریب بنتی ہے۔ جو سالانہ ادا کی جاتی تھی۔ جس کو سالانہ ٹیکس کہنا چاہیے اور اس کے بالعوض مسلمان حکومتوں نے غیر مذاہب کو مذہبی آزادی۔ ان کی جان و مال وعزت کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور ہر قسم کی فوجی خدمات سے ان کو بری قرار دیا۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں سے نقدی میں اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ زکوۃ اور غلہ کا جدا اور حیوانات کا جدا شرح سے ٹیکس دینا پڑتا اور صدقات اور خیرات ادا کرنے پڑتے اور جنگوں میں خود حصہ لینا پڑتا۔ کیا دنیا میں آج کوئی مہذب سے مہذب گورنمنٹ ایسی موجود ہے جو اس سے کم ٹیکس کسی سے سالانہ وصول کرتی ہے۔

18۔ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقویٰ طہارت اور دُعا پر اپنی تعلیمات کا مدار رکھا

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، قربانی وغیرہ عبادات کا اصل مقصد تقویٰ ہے۔ لعلکم تتقون کا ارشاد فرمایا۔ یعنی تاکہ تم میں قوت ممیزہ پیدا ہوا۔ ظاہری لباس اور میل کچیل سے بیزاری کی تعلیم دی۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○ (سورۃ المدثر آیت 5-6)

اپنے لباس کو پاک صاف رکھو اور ہر قسم کی میل اور گندگی سے اجتناب کرو پھر فرمایا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○ (سورۃ البقرہ آیت 223) یعنی خدا تعالیٰ صرف ان لوگوں کو محبوب و پسندیدہ رکھتا ہے۔ جو توبہ کے ذریعہ قلوب کی صفائی میں کوشاں رہیں۔ کھانوں کے متعلق حکم دیا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط

(سورۃ المومنون آیت 52) پاکیزہ قسم کی خوراک استعمال کرو اور پسندیدہ اعمال کرو۔

دعاؤں کے بارہ میں حکم دیا کہ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ○ (سورۃ البقرہ آیت 187)

اگر میرے بندے میرے بارہ میں دریافت کریں تو چاہیے کہ دعا کرنے والے مجھ سے توقع کریں اور میری ذات اور صفات تکلم پر ایمان رکھیں تا کہ یہ لوگ کامیاب ہو جاویں۔ دعاؤں سے بندے اور خدا کا تعلق قائم رہتا ہے اور اسلامی نماز کو الصلوۃ معراج المؤمنین کہہ کر نماز کو ذریعہ عُروج روحانی قرار دیا۔

19۔ خلق اللہ سے ہمدردی اور خیر خواہی

سیدنا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ بلا لحاظ مذہب و ملک و قومیت محض لابتغاء مرضات اللہ مخلوق خدا سے حسن سلوک اور ہمدردی کرو۔ نافع الناس بنو۔

وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ط (سورۃ الرعد آیت 18)

یعنی جو لوگ خلق اللہ کو نفع رسان اور فائدہ رساں ہوں گے وہی لوگ اس قابل ہیں کہ وہ زمین پر حکومت کریں۔ اور حدیث میں ہے خیر الناس من ینفع الناس بہترین شخص وہ ہی انسان کہلا سکتا ہے جو خلق اللہ کے لئے بلا تمیز مذہب و قومیت نفع رساں ہو۔ دیکھو کس قدر وسعت قلبی کی تعلیم دی ہے۔ مسلمان کے ذمہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ اپنی کمائی میں سے زکوۃ، صدقات اور خیرات نکالے۔ محتاجوں اور مساکین اور غرباء کی بہبودی میں خرچ کرے۔ بعض گناہوں کا کفارہ غلاموں کو آزاد کرنا عبادت قرار دیا۔

20۔ ہر شخص کو اپنے کردار و گفتار کا ذمہ دار گردانہ

سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے پیروؤں کو حکم دیا کہ وہ اپنے گفتار اور کردار کے ذمہ دار ہوں گے۔ ان کے اقوال و افعال محفوظ ہوں گے۔ گراموفون نے اقوال اور سنیما نے اعمال کو محفوظ کر کے اس کی صداقت پر شہادت کردی۔ اور قیامت کے دن یہ ہی اقوال و افعال ہر شخص کے سامنے پیش ہوں گے۔ خود اس کے الفاظ وحرکات اس پر گواہ ہوں گے۔ عمدہ اخلاق و اعمال کا نتیجہ رضا مندیِ خدا اور جنت ہے اور برے اخلاق و اعمال کا پھل خدا کی ناپسندیدگی اور جہنم ہے۔ ہر انسان کو اپنی سعی وکوشش پر مکلّف کیا۔ لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ (سورۃ النجم آیت 40-41) سے ظاہر ہے

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ ۖ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (سورۃ البقرہ آیت 135)

فرما کر بتایا کہ گذشتہ لوگ اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے جواب دہ ہو۔ اور تم میں سے ہرگز ان گذشتہ لوگوں کے اعمال کا سوال نہ ہوگا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ (سورۃ فاطر آیت 19) کا حکم دے کر اپنی بریت کی کہ کوئی شخص دوسرے شخص کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ گداگری اور سفارش کو اسلام کی رو سے ذلت قرار دیا۔

حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردئے ہمسایۂ در بہشت

21۔ علم وقلم سے کام لینے کا حکم دیا

اگرچہ خود بانیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امی اوران پڑھ تھا۔ تاہم خدا کا فرمان عَلَّمَ

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○ (سورۃ العلق آیت 6) سنا کر تاکید کی کہ مسلمان علوم سیکھیں اور قلم سے کام لیں اور هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الزمر آیت 10) کہہ کر بےعلم اوران پڑھ پر عالم اور واقف انسانوں کو فوقیت اور فضیلت دی وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا (سورۃ طہٰ آیت 115) کی دعا سکھائی اور بتایا کہ علوم کو کوئی انتہا نہیں۔ روز افروز ازدیاد علم کے واسطے دعا طلب کرتے رہو۔

22۔ علوم کو دو حصوں پر تقسیم کیا۔

العلم العلمان علم الادیان وعلم الابدان یعنی علم دو قسم ہے اول علم ادیان یا روحانیت کا۔ دوم علم الابدان یعنی جسمانیات کا علم اور ہر دو سیکھنے کی تاکید اور حکم دیا۔ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمةٍ یعنی علم کا سیکھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے اور یہاں تک تاکید کی اطلبو العلم ولو کان بالصین کہ تم علم کی تلاش میں سفر کرو۔ اگرچہ تم کو عرب سے اقصائے مشرق میں چین تک جانا پڑے۔ بےعلمی اور جہالت سے نفرت دلائی۔ اور لا تکن من الجاھلین (سورۃ) کا امتناعی امر دیا کہ جہالت مت اختیار کرو۔ اور اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین کہہ کر حکم دیا کہ جاہلوں سے نفرت اور پناہ مانگتے رہو۔

23۔ مساجد اللہ کو ہر عبادت گذار کے واسطے آزاد کیا۔

جمیع مذاہب کے مذہبی عبادت خانے اور مندر صرف ان کے پیروؤں سے مخصوص ہیں۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برخلاف دوسری اقوام کے اپنی مساجد کو صرف اللہ کی عبادت کے واسطے خاص کیا۔ اور ہر عبادت گذار کو اجازت دی کہ وہ آ کر اس میں خداوند

بزرگ و برتر کی پرستش کر سکتے ہیں۔ اور مساجد اللہ پر سے پابندیوں کو اس طرح سے اٹھایا کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ (سورۃ البقرہ آیت 115) یعنی جو شخص خدا کے عبادت خانوں سے اُن لوگوں کو روکتا ہے۔ جو اس میں عبادت کرنے جاتے ہیں۔ یا مساجد اللہ کی رونق کو خراب کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیے تھا کہ جب مساجد اللہ میں داخل ہوتے اُن پر خوف طاری ہوتا نہ کہ وہ شریر بن جاتے۔ عیسائیوں کے اس وفد کو جو نجران سے مدینہ آیا تھا۔ اتوار کے دن گرجا کرنے کے واسطے اپنی مسجد نبوی پیش کی۔ اور اس طرح عملاً اس مذہبی آزادی کا نمونہ قائم کیا کہ کیا بے نظیر تعلیم ہے۔

24۔ حقوق اللہ و حقوق العباد کی تعیین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو سب سے مافوق اور برتر ہستی قرار دیا۔ اور صرف اسی کو سجدہ اور عبادت کے لائق قرار دیا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ (سورۃ فاتحہ آیت 5) کی تعلیم دی۔ یعنی ہم صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں۔ اور صرف اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اور سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے روکا فرمایا

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

(سورۃ فصلت آیت 38)

یعنی نہ تو سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو۔ اور سر جھکاؤ تو اس ذات کے آگے جس نے ان کو پیدا کیا۔ اور دیگر تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

مخلوق میں سب سے بڑا حق ماں باپ کا قرار دیا۔ ان کی اطاعت اور فرماں برداری کا

حکم دیا۔اوران سے حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تعلیم دی۔بچوں کی پرورش کی تاکید کی اوران کی تعلیم اورتربیت اورحفاظت کے لئے مفصل ہدایات دیں۔

مسافروں کے آرام اوراعانت اورمہمان نوازی کا حکم دیا۔عورتوں سے حسنِ سلوک اورحسنِ معاشرت کو کارِثواب قرار دیا۔وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ (سورۃ البقرہ آیت 229) کہہ کر شوہروں پر عورتوں کے وہ حقوق قرار دئے جو مردوں کے عورتوں کے ذمہ ہیں۔ان کو باپ کے گھر سے بھائی کے مقابلہ میں نصف حصہ دلایا۔اور شوہر سے مہر دلایا۔اوراپنی امت کونصیحت فرمائی کہ خیر کم خیر کم لاھلہ یعنی تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جواپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ازمنہ سابقہ میں سینکڑوں عورتیں نکاح کر لی جاتی تھیں ان کوصرف چارتک محدود کیا۔وہ بھی عندالضرورت بشرطیکہ عدل ہو۔ورنہ صرف ایک کی اجازت دی۔اور چار کی حد میں ازواج اورما ملکت کوداخل کیا۔بغیرنکاح کےعورت کارکھنا فعل حرام قرار دیا۔غلامی کوحرام قرار دیا۔غلاموں کوآزادی دلائی۔اوران کو مالکوں کی جائیداد میں سے حصہ دلایا۔جوان مردوں اورعورتوں کونکاح کرنے کی تاکید کی اوربیواؤں کونکاح ثانی کرنے کی رغبت دی بلکہ حکم دیا۔بعض حالات میں طلاق کی اجازت دی مگراس کوابغض الحلال کہا۔نکاح کے رشتہ کوتوڑنے پرفریقین کے ذمہ ایک بے تعلق حکم بغرض تحقیقات کا تقرر کیا۔تاکہ فریقین ایک دوسرے پرظلم نہ کر بیٹھیں۔غرض اہل ملک، ہم شہر، ہمسایہ، رفیق سفر ہیں۔ایک سیٹ پر بیٹھنے والے سے حسن سلوک کی تعلیم دی۔نیکی کرنے کے بعداحسان نمائی اورایذارسائی کونفرت کی نگاہ سے دیکھا۔

25۔جنت کودائمی اوردوزخ کوعارضی قرار دیا۔

محدوداعمال کا پھل غیرمحدود جنت اورانعامات قرار دیا۔اوران کوعطاءغیرمجذود کہا۔

نہ قطع ہونے والا انعام اور دوزخ کو اعمال کا ثمرہ قرار دیا۔ اور اس کو امہ ھاویہ کہہ کر مقام تربیت واصلاح قرار دیا۔ جیسا کہ مریض کے واسطے ہسپتال ہوتا ہے۔ اور بعد از انقضائے میعادسزا الا ما شاء ربك کہہ کر محدود اور منقطع قرار دیا۔ محدود اعمال بد کی سزا غیر محدود اور لامتناہی اور ابدی سزا کی صورت کو غیر منصفانہ قرار دیا بلکہ ایک حدیث میں ہے۔ **یوم یاتی علیٰ جھنم زمان لیس فیھا احد و نسیم الصبا تحرك ابوابھا**۔ یعنی ایک زمانہ جہنم پر ایسا بھی آئے گا کہ اس میں کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی ہندو ہو یا دہریہ۔ سب اپنی سزا بھگت کر نکل جائیں گے اور اس کے بعد اُن کے نیک کرموں کے پھل شروع ہوں گے۔

26۔ ہر انسان پیدائشاً پاک ہے اور پاک رہنا ہی باعث نجات ہے

سیدنا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان پیدائشی طور پر پاک اور نیک اور مسلم ہے **کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام**۔ اور انسان میں روح اللہ ہے۔ **اِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ** (سورۃ ص آیت 73) انبیاء اور شریعتیں اس واسطے آئیں کہ انسان پاک وصاف ہو کر بعد از مرگ خدا کے پاس چلا جائے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ کا یہی مطلب ہے جب تک انسان نفس امارہ کے تحت ہوتا ہے۔ وہ حیوانات کا سا ہے۔ جب نفس لوامہ پیدا کرتا ہے تو تبدیلی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور نفس مطمئنہ حاصل ہونے پر مخصوص عباد اللہ میں ہو جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ (سورۃ الفجر آیت 28 تا 31)

یعنی اے نفس مطمئنہ تم اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ۔ وہ تم سے راضی ہے تم اس

سے راضی ہو۔ پس اس کے مخصوص بندوں میں داخل ہو جاؤ۔ اور اس کی بہشت میں قدم دھرو۔ پس نفس مطمئنہ کا انتہا رب ہے۔ اَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ○ ۔(سورۃ النجم آیت 43) یہ ہی انسانی زندگی کا اصلی اور اعلیٰ مقصد ہے۔

نفس مطمئنہ پیدا ہوتا ہے خدائے تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے سے اور وہ تعلق صرف ذکر اللہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد 29) یعنی حکومت، امارت، دولت، حسن، قوت افواج کثیرہ، ہنر و کمال، خطابات، جائیدادیں، کثرت احباب، کثرت علوم وفنون وغیرہ سے ہرگز ہرگز اطمنان قلب حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ اشیاء صرف حرص اور جہنم کو پیدا کرتے ہیں۔

اطمنان قلب پیدا کرنے کا واحد ذریعہ صرف خدا اور ذکرِ خدا ہے۔ یعنی اس سے محبانہ اور عاشقانہ تعلقات ہیں من کان للہ کان اللہ لہ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ پس یہی طریق باعثِ اطمینان قلب ہوتا ہے۔ اور یہی جنت یا نجات ہے۔ ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔

یہ ہے خلاصہ ان تعلیمات مقدسہ کا جو سیدنا حضرت محمد ﷺ نے اپنے پیروؤں کو تعلیم کی۔ اور ہم نے احمد یہ نکتہ نگاہ سے ان کو پیش کیا ہے۔ یعنی جس رنگ میں حضرت احمد علیہ السلام اور ان کی جماعت اسلام کو یقین کرتی اور پیش کرتی ہے۔

کسی شخص نے ینابیع الاسلام نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں اس نے بڑی کوشش اور سعی بلیغ اور صرف کثیر سے بعض پُرانے زمانہ کے کتبوں اور پتھروں اور کتابوں سے عبارات نقل کی ہیں۔ اور ان کے عکس بھی دیئے ہیں۔ اور پھر لکھا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ نے فلاں عبارت وید سے، فلاں گاتھا سے، فلاں تورات سے، فلاں انجیل سے، فلاں مصر کے فلاں فلاسفر کی تعلیم یا مصریوں کے فلاں بزرگ اقوال سے نقل کی ہیں۔ یہ کتنے بابل

کے کھنڈرات سے یا نینوا کی عمارات سے دستیاب کی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام کتبوں اور کتابوں سے چوری کی ہے اور کتاب بناڈالی۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر ساتھ ہی وہ یہ ثابت کر لیتا کہ مکہ معظّمہ میں اس وقت ایک ایسی گورنمنٹ موجود تھی اور ایسی یونیورسٹی قائم تھی۔جس نے ہندوستان سے سنسکرت کے وید اور عالم دونوں منگوائے تھے۔ فارس سے پُرانی ژند کے ماہر اور گاتھا منگوائی تھی اور تورات کی عبرانی کے عالم اور اناجیل کے ماہر، پُرانی یونانی کے عالم اور مصر اور شام بابل ونینوا کے بیسیوں فٹ زیر زمین کتبوں اور اُن کے ماہروں کو جمع کر رکھا تھا۔ اور اُن سے یہ مجموعہ تیار ہوا تو وہ کامیاب ہوتا مگر اس مصنف کی اس کوشش نے اگر کوئی بات ثابت کی تو یہ کہ واقعی قرآن خداتعالیٰ کا کلام ہے۔قرآن کا خدا عالم الغیب ہے جو وید کی زبان گاتھا اور اناجیل کی زبان تورات کی زبان اور ان کتبوں کی زبان اور تحریرات اور زمین کے اندر سے واقف تھا کہ ان میں کیا لکھا ہے۔ اور ان کو بغیر مکہ میں منگوانے اور کتبوں کو زمین سے کھدوانے کے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فصیح وبلیغ عربی میں آگاہ کر دیا۔ اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ صحف اولیٰ اور زبرالاولین میں یہ قرآن کریم موجود ہیں۔ جو کچھ قرآن نے خود کہا تھا کہ صحف اولیٰ اور زبر الاولین میں یہ تعلیمات مقدسہ موجود ہیں۔ مصنف ینا بیع الاسلام نے اس کا ثبوت خود مہیا کیا اور یہ ہی کتاب صداقت اسلام وقرآن کریم وحقانیت نبوّت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گواہ وشاہد ہے پس کہو **الھم صلی علی جمیع الانبیا والمرسلین وعلی سیدنا محمدٍ خاتم النبیین والہ واصحابہ الطّٰھرین۔**

میں ایک واقعہ کو سنا کر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کسی نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق واعمال کا تذکرہ سناؤ۔ آپ نے جواب دیا **کان خلقه القرآن** یعنی سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق واعمال کا کیا

تذکرہ سناؤں۔ پس اُن کے اخلاق و اعمال کی تفسیر قرآن ہے اور وہ قرآن کی عملی تصویر تھے۔ بالفاظِ دیگر قرآن محمد ہے اور محمد قرآن ہے۔

معزز سامعین! یہ اُن ہی مقدس تعلیمات کا جادو اثر نتیجہ تھا کہ جس کی برکت سے سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف 23 سال کے زمانہ نبوّت اور رسالت میں سر زمین عرب کے ان پڑھ اور وحشی صفت اقوام کو حیوانیت سے نکال کر انسان اور با اخلاق انسان بلکہ با خدا انسان بنایا۔ ان امیوں کو علوم کا منبع و مصدر کر دیا۔ اور شتر بانوں سے حکمران اور جہانباں کر دیا اور قیصر و کسریٰ کو نیچا دکھایا اور حضرت ابوبکرؓ وعمر فاروقؓ جیسے شجاع اور اولعزم اور مدبر اور فاتح بلکہ لاجواب خلفاء پیدا کئے اور آج مہذب سے مہذب سلطنتیں بھی اُن کے اصول سلطنت سے خوشہ چیں ہیں۔

معزز دوستو! ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہی حقیقی اسلام ہے۔ اسی اسلام کا اس زمانہ میں وجود مفقود تھا۔ اور اسی کے اظہار کے واسطے امت محمدیہ میں سے ایک شخص عیسیٰ نبی اللہ اور امام مھدی آخر زمان کے نام سے آخری زمانہ میں مبعوث ہونا تھا۔ اور وہ شخص حضرت احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ اس کی تعلیم یہی پاک اصول ہیں جو ہم احمدیہ نکتہ نگاہ سے سُنا چکے ہیں۔ ہم اسی کی دعوت اور تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اسی کو احمدیت یقین کرتے ہیں جو اس کے خلاف ہماری طرف منسوب کرتا ہے یا اُس نے خود غلط سمجھا ہے۔ یا دوسروں کو غلط سمجھا رہا ہے۔ پس آپ بدظنی سے بچیں اور اس صراط مستقیم کے طلبگار بنیں۔ والسلام

محررّہ

یکم دسمبر 1934ء

مقام سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

واہ وا عجب مقامِ محمد است	بر تر ز عرش رفعتِ بامِ محمد است
گاہے بہ خلق و گاہ بہ خلاّق در سخن	گویا کہ فرش و عرش بہ گامِ محمد است
اہمش گرفتہ ہر دولبم بوسہ گیر شد	بنگر چہ حِظ و لطف بہ نامِ محمد است
بے راہ را بہ برد و باخدا کند	بر تر ز سحر سحرہ کلامِ محمد است
واللہ نہ نوشم آبحیاےَ زدستِ غیر	چوں روح بخش جرعہ جامِ محمد است
از تیرگیٔ کفر والے صاف میکند	قرباں ہزار صبح ز شامِ محمد است
روزِ تو در گناہ و شب اوبہ کردگار	بہتر زیقظہ تو منامِ محمد است
قومیکہ بود سرکش و باغی زہر نظام	دیدم کہ گشتہ تابع و رامِ محمد است
آزادگانِ غرب بہ آں علم وفضلِ خویش	امروز ہیں اسیر بہ دامِ محمد است
زاں پختہ گاں زمرۂ موسیٰ و ناصری	ثابت بہ فتنہ خادم خامِ محمد است
او خود چو آفتاب و صحابہ ستار گاں	مثلِ نظام شمس نظامِ محمد است
بدرِ اتم بہ چہار دہم احمدم بود	کوہجو بدرِ مظہرِ تامِ محمد است
ہیں احمدم کہ گشتہ بروز ہمہ رسل	باوصف ایں کمالِ غلامِ محمد است
از تابعان موسیٰ و عیسیٰ ناصری	افضل تر اصحاب کرامِ محمداست
اے آں کہ فیض دیدہ از آستانِ او	واجب بتو صلوٰۃ و سلامِ محمد است

یوسف چرا بہ زمرہ اخواں عزیز شد

زاں است کوغلام غلامِ محمد است